QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

طبی عمل اور صحت کے شعبے میں اسلامی اخلاقیات کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Islamic Ethics in Medical Practices and Healthcare Policies

Dr. Muhammad Qasim
Assistant Professor Department of Islamic Studies, Riphah International University Faisalabad Campus, Faisalabad E-mail: m.qasim2937@gmail.com

Islam considers illness as a test from Allah. Therefore, the Doctor has a sympathetic attitude towards the patient. The concept of Islam is that a person's body is the trust of Allah Almighty and its protection is the shari'ah duty of every human being. That's why the Prophet ﷺ encouraged treatment. Therefore, medicine has a close relationship with Islamic ethics. By which the sorrows, pains, sufferings, sufferings and problems of thousands of people are solved with good morals. It creates harmony in medicine, religion and social life. This knowledge of applied ethics discusses the ethical values that are imposed by religion and society on the fields of medicine and wisdom. Ethics the most important role in medicine is the people belonging to this profession. These include the study of interpersonal ethics, then physician-patient ethics, and the Oath these individuals take before obtaining their professional license. In almost all the societies of the world, medicine is seen as a high and respectable profession and therefore the ethics of the people belonging to this field are also expected to be high. The field of medicine is not limited to the mere external condition of the patient, but it goes to the soul of the human body during the treatment and research and is thus connected with the evidence and signs of the creator of life and his knowledge. Besides, science and ethics of life is a broad field that includes all aspects related to life. On the contrary, generally, ethical medicine limits its scope to applied medicine.

Keywords: Islamic Ethics, Medical Practices, Healthcare Policies.

DOAJ
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تمہید:

دینِ اسلام، مرض کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان تصور کرتا ہے، اس لیے طبیب مریض کے ساتھ ہمدردی کا رویہ رکھتا ہے۔ اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کا جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس کی حفاظت وصیانت ہر انسان کا شرعی فریضہ ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے علاج کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ لہٰذا طب کا اسلامی اخلاقیات کے ساتھ گہرا تعلق ہے، جس سے ہزاروں انسانوں کے دکھ، درد، تکالیف، مصائب اور پریشانیوں کا حل حسنِ اخلاق سے ممکن ہوتا ہے۔ اس سے طب، مذہب اور معاشرتی زندگی میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ نفاذِ اخلاقیات سے متعلق یہ علم ان اخلاقی قدروں سے بحث کرتا ہے جو طب وحکمت کے شعبہ جات پر مذہب ومعاشرے کی جانب سے نافذ ہوتی ہیں۔ اخلاقیاتِ طب میں سب سے اہم کردار خود اس پیشے سے تعلق رکھنے والے افراد کا ہوتا ہے۔ ان افراد کے باہمی روابط کی اخلاقیات، طبیب ومریض کے تعلقات، اور ان کا اپنے پیشہ ورانہ اجازت نامہ حاصل کرنے سے قبل اٹھایا گیا حلف، سب اس مطالعہ کا حصہ ہیں۔ دنیا کے تقریباً تمام معاشروں میں ہی طب کو ایک اعلیٰ اور قابلِ عزت پیشے کے طور پر دیکھا جاتا ہے، اور اسی نسبت سے اس شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد کی اخلاقیات بھی بلند ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ طب کا شعبہ مریض کی محض ظاہری حالت تک محدود نہیں ہوتا، بلکہ یہ انسان کے جسم، معالجے اور تحقیق کے دوران اس کی روح تک پہنچتا ہے اور یوں زندگی کے خالق کی نشانیوں اور اس کے علم سے منسلک ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں، علمِ اخلاقیاتِ حیات وہ وسیع شعبہ ہے جس میں حیات کے متعلق تمام پہلو شامل ہوتے ہیں، جبکہ اخلاقیاتِ طب عام طور پر اپنی حدود اطلاق طب تک محدود رکھتی ہے۔

زیرِ نظر مقالہ کا مقصد یہ ہے کہ محکمہ صحت سے وابستہ افراد اپنے اخلاق وعادات میں دوسروں سے ممتاز ہوں، طبیب اپنی طبی ذمہ داریوں سے واقف ہو، مریضوں کے حالات اور بیماریوں کو راز میں رکھ سکے، مریضوں کو علاج کے لیے بہترین مشورہ دے سکے، اگر کوئی کو ایفائیڈ نہیں ہے تو اُس نے جو علاج کیا اُس کے نقصان کا ذمہ دار ہو، طبیب کے لیے حاذق ہونا ضروری ہو، وہ ذاتی مفاد کی بجائے مریض کے مفاد کے لیے کام کرے، اپنے فنِ طب سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہو، جنسِ مخالف کا علاج کرتے وقت اسلامی تعلیمات کا خیال رکھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہ اپنے علاج سے تقدیر نہیں بدل سکتا بلکہ وہ صرف حکمِ الٰہی کی تعمیل میں علاج کر رہا ہے؛ شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔ طبیب کی شخصیت (Personality) اچھی اور واضح ہونی چاہیے تاکہ وہ اعتماد اور اخلاص کے ساتھ اپنے پیشے کی نمائندگی کر سکے۔

موضوع کی ضرورت واہمیت:

ایک طبیب کو علاج کرتے وقت جن امور کا احساس کرنا چاہیے۔ ان میں سب سے پہلے مریض کے ساتھ حسن اخلاق ہے۔ جس سے مریض کی آدھی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ مریض کی ذہنی کیفیت اور نفسیاتی عوامل بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ بسا اوقات معمولی مرض میں دوائی اور علاج کے بغیر ہی مریض کی ذہنی حالت کو چند اخلاقی جملوں سے بدلا جا سکتا ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر مریض بار بار دوائی لینے کے باوجود بھی بہتری کی طرف اس لیے نہیں جاتے ہیں کہ ان کا عارضہ نفسیاتی اور اخلاقی نوعیت کا ہوتا ہے۔ جب تک ان کا اخلاقی اور نفسیاتی علاج نہ کیا جائے ان پر دوائی اثر نہیں کرتی۔ وہ بہتر ہونے کی بجائے مزید ابتری کی

طرف چلے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی مریض کے علاج کے دوران اس کی ذہنی کیفیت و نفسیات اور اخلاقی جملوں کو ملحوظ رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔

طب کا معنی و مفہوم: طب عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی علاج کرنا ہے۔

"الطِّبُّ: العِلاجُ، وقد طَبَّهُ يَطُبُّهُ طَبّاً فَطَبٌّ: عالَجَهُ. والطَّبِيبُ: المُعالِجُ."[1]

"طب کا معنی ہے علاج کرنا، اور 'طَبَّہُ' کا مطلب ہے اس نے اس کا علاج کیا۔ 'طبیب' اس شخص کو کہتے ہیں جو علاج کرتا ہے۔"

اسی طرح فیروز الغات میں طب کے معنی ان الفاظ میں آئے ہیں:

"علاج۔ معالجے کا علم۔ خاص کر یونانی طریقہ علاج۔"[2]

طب جس کے ذریعے بدن انسان کے حالات صحت اور حالات مرض معلوم ہوتے ہیں۔

علم طب:

یہ ایک ایسا علم ہے جس میں صحت و مرض پر بحث کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ صحت کو قائم رکھا جائے اور مرض کو دور کیا جائے۔ زمانہ قدیم میں علاج و معالجہ اور مذہب ایک فرد کے ذمہ تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ طب نے ایک پیشہ کی صورت اختیار کرلی۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور قرآن ایک مکمل نسخہ شفا۔ جس میں ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔ اس نسخہ شفاء کو اللہ تعالیٰ نے کائنات کے سب سے بڑے حکیم فخر آدم آقائے دوجہاں ﷺ کے ذریعے نوع انسانی تک پہنچایا۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ حکمت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

"يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا" [3]

جس کو چاہتا ہے حکمت دے دیتا ہے اور جسے حکمت دی گئی اسے بہت بڑی بھلائی دی گئی۔

جس حکمت و دانائی کا مظاہر سید الکونین ﷺ نے کیا وہ بے مثال ہے۔ لہذا علاج معالجہ میں اصول و دستور کو پیش نظر رکھنا جہاں معالج کی کامیابی کا ذریعہ ہے وہاں مریض کے لیے نوید صحت ہے۔ نظریہ مفرد اعضاء ایک عظیم اور جدید طریقہ علاج ہے۔ جس کے مطابق علاج یقینی اور بے خطا ہو جاتا ہے۔

اخلاق کا معنی و مفہوم:

اخلاق، خلق کی جمع ہے۔ پسندیدہ عادتیں، اچھی خصلتیں، اچھا برتاؤ، کشادہ پیشانی، علم و ہنر، سوجھ بوجھ، دانائی، عقل و فہم، عمدہ عادتیں۔ اخلاق سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی ذات کا محاسبہ کیا جائے۔

"اچھی مدارت کے ساتھ لوگوں کی ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرنا، اچھا خلق کہلاتا ہے۔"[4]

---

[1] Muḥammad ibn Mukarram Ibn Manẓūr, Lisān al-ʿArab (Beirut: Dār Ṣādir, 1955), vol. 1, 89.

[2] Mawlānā Fīrūzuddīn, Fīrūz al-Lughāt (Lahore: Fīrūz Sons, 2005), 928.

[3] Al-Baqarah, 2:269.

مخلوق کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنے کو اخلاق کہتے ہیں۔ اور یہ اعلیٰ خلق میں داخل ہونے اور ہر ذلیل خلق سے نکلنے کا نام ہے۔

اخلاقی تعلیمات کی اقسام:

اخلاق کی دو اقسام ہیں، **اخلاق حسنہ** اور **اخلاق سیئہ**۔ **اخلاق حسنہ** کی پھر دو اقسام ہیں، جن میں پہلے **اپنے نفس کے ساتھ اخلاق** اور دوسرے نمبر پر **دوسروں کے ساتھ اخلاق** شامل ہیں۔[5] **دوسروں کے ساتھ اخلاق** کی پھر دو اقسام ہیں۔

1۔ خالق کے ساتھ اخلاق[6] **2۔ مخلوق کے ساتھ اخلاق**

مخلوق کے ساتھ اخلاق کی کثیر اقسام ہیں، جن میں سے چیدہ چیدہ اقسام درج ذیل ہیں:

i. والدین کے ساتھ اخلاق
ii. پڑوسیوں کے ساتھ اخلاق
iii. اہل خانہ کے ساتھ اخلاق
iv. دوستوں کے ساتھ اخلاق
v. دشمنوں کے ساتھ اخلاق
vi. عزیز و اقارب کے ساتھ اخلاق
vii. خادموں، نوکروں اور غلاموں کے ساتھ اخلاق
viii. اجنبی کے ساتھ اخلاق
ix. یتیموں کے ساتھ اخلاق
x. فقیروں، مسکینوں اور سائلوں کے ساتھ اخلاق
xi. اساتذہ کے ساتھ اخلاق
xii. مہمانوں کے ساتھ اخلاق
xiii. راہگیروں اور مسافروں کے ساتھ اخلاق
xiv. مریضوں کے ساتھ اخلاق
xv. دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ اخلاق

اخلاقِ حسنہ کی تمام اقسام کو مختلف کتب سے اخذ کیا گیا ہے۔ ان میں سے طب کا تعلق مخلوق کے ساتھ اخلاق سے ہے اس لئے یہ مناسب ہوگا کہ پہلے طب کی تاریخ و ادوار کا ذکر بھی کر دیا جائے۔

طب کی ابتداء:

کرہ ارض پر طب کی ابتداء حضرت آدمؑ سے ہوئی۔ انسانی ضرورت کے مطابق طب میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

> "حضرت آدمؑ سب سے پہلے طبیب تھے۔ پھر آپ کے بیٹوں میں سے بیٹے شیثؑ کو یہ علم ملا اور پھر الہام کے ذریعے حضرت سلیمانؑ کو اس کی مکمل تعلیم دی گئی۔ یہودی حضرت موسیٰؑ اور ہندو "دھنو منتری" اور پارسی اپنے پیغمبر زرتشت کو مانتے ہیں۔ حضرت شیثؑ اور حضرت ادریسؑ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے شریعت اور حکمت سیکھی۔"[7]

حضرت ادریسؑ اللہ کے پیغمبر تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک عظیم حکیم اور ہیئت دان بھی تھے۔ اس طرح یہ علم آپ کے شاگردوں پھر ان کے شاگردوں اور پھر ان کے شاگردوں سے نسل بہ نسل منتقل ہوتا رہا ہے۔

---

[4] ʿAbd al-Karīm ibn Hawāzin al-Qushayrī, Al-Risālah al-Qushayriyyah (Lahore: Maktabah Aʿlā Ḥaḍrat, 2009), 371.

[5] Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad al-Ghazālī, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1997).

[6] Muḥammad ibn Abī Bakr Ibn al-Qayyim, Madārij al-Sālikīn, vol. 2 (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 310–320.

[7] Ḥakīm Manẓūr ʿAlī, Tārīkh al-Ṭibb (Lahore: Maktabah Dānyāl, n.d.), 16–17.

ادوارِ طب:

1) بابلی طب، 2) مصری طب، 3) لندنی طب، 4) ہندی طب، 5) یونانی طب، 6) چینی طب، 7) ایرانی طب، 8) رومی طب، 9) اسلامی طب۔

ایک طبیب اور دیگر افراد جو صحت کے شعبے میں خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کی طبی ذمہ داریاں کچھ اس طرح ہیں۔

1. حیاء:

ایک طبیب کی آنکھوں میں حیا ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ وہ شعبہ ہے جس میں ہر قسم کے لوگ مثلاً مرد، عورتیں، جوان، بوڑھے، بچیاں اور بچوں نے آنا ہے۔ اگر ہماری آنکھوں میں حیاء نہیں ہوگا تو ان کو غلط انداز سے دیکھیں گے تو مریض دوبارہ اس طبیب یا ہسپتال میں نہیں آئیں گے۔ حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لکل دین خلق و خلق الاسلام الحیاء"[8]

ہر دین کا ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے۔

صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو حقیقی حیا کو فروغ دیتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی تعلیمات عطا فرمائی ہیں۔ جن پر عمل کر کے پورا معاشرہ حیادار بن سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات فطرت انسانی میں موجود شرم و حیاء کی صفت کو ابھارتی ہیں اور پھر اس میں فکر و شعور کے رنگ بھر کر اسے انسان کا خوشنما لباس بنا دیتی ہیں۔ اسلام اور حیا کا آپس میں گہرا تعلق ہے جیسا کہ روح کا جسم سے ہے۔

2. برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا:

طبیب کے ساتھ اگر کوئی مریض اچھے رویے سے پیش نہیں آتا ہے تو ایک طبیب کو اس کا مثبت رد عمل دینا چاہیے۔ اور برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ"[9]

"اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔ اور یہ (خوبی) صرف انہی لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ (توفیق) صرف اسی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے نصیب والا ہوتا ہے۔"

اس آیت میں اعلیٰ اخلاقی قدر اور معاشرتی زندگی کے سکون و اطمینان کا راز بتایا گیا ہے کہ تم برائی کو بھلائی کے ساتھ دور کرو۔ اس طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن دوستوں کی طرح تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔

---

[8] Imām Mālik ibn Anas, Al-Muwaṭṭa' (Lahore: Farīd Book Stall, 1983), Bāb Mā Jā'a fī al-Ḥayā', ḥadīth no. 1636.

[9] Ḥā' Mīm al-Sajdah, 41:33–35.

3. نرمی کے ساتھ پیش آنا:

ایک طبیب کے لیے مریض کے ساتھ رویہ نرمی کا ہونا چاہیے۔ اگر اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے گا تو ہو سکتا ہے کہ مریض اس کے پاس آتے ہی نا، تو اس سے طبیب کا ذاتی نقصان ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ[10]

"(اے محمد ﷺ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔"

اس ایت میں اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کا ذکر ہے۔ جو اس نے نبی کریم ﷺ کے اخلاق میں پیدا کی۔ اور یہ ان میں نرم دلی، آسانی اور رحیمانہ صفات ہیں۔ جن کی بنا پر دل ان کی جانب لپکتے ہیں اور لوگ ان سے الفت برتتے ہیں۔ لہذا ایک طبیب کے لیے مریض کے ساتھ نرمی کے پہلو کو مد نظر رکھنا ہو گا تا کہ طبیب کے حسن اخلاق کی وجہ سے مریضوں کا رجحان اس کی طرف ہو۔

4. حاذق ہونا:

ایک طبیب کے ڈپلومہ ہولڈر یا پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سرکاری لائسنس کا ہونا بھی ضروری ہے۔ تا کہ وہ آسانی سے مریضوں کا علاج کر سکے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

"جب عیسائی یورپ کے لوگ اپنے علاج کے لیے بتوں کے سامنے جھکتے تھے اس وقت مسلمانوں کے ہاں لائسنس یافتہ ڈاکٹرز، معالجین، ماہرین اور شاندار ہسپتال موجود تھے۔"[11]

اصل میں طبیب وہ ہے جو اپنے فن طب میں کماحقہ واقفیت رکھتا ہے۔ خاص طور پر وہ جس مرض کا علاج کرنا چاہتا ہے۔ ان کی حقیقت اور مریض کے مزاج کو اچھی طرح سمجھ کر ہی علاج شروع کرے۔ اکثر علاج میں غلطی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ طبیب مرض کو سمجھے بغیر علاج شروع کر دیتا ہے۔

5. اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرنا:

ایک طبیب کو چاہیے کہ وہ مریض کو دیکھتے ہوئے اپنی نیت دنیوی مفادات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کرے، اور چونکہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتے ہیں جو اس کی مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، لہذا یہ اچھے طریقے سے اللہ کے بندے کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے۔ یہ اس بات سے مانع نہیں کہ آدمی مریض سے فیس نہ لے، بلکہ جو مشورہ وہ دے رہا ہے اس کے بدلے میں مناسب اُجرت لینی بھی جائز ہے۔ ایسے ہی جو لوگ طب کی تعلیم و تحقیق سے وابستہ ہیں وہ بھی انسانیت کو فائدہ پہنچانے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کریں۔ ہم آنحضرت ﷺ کا وہ ارشاد نقل کرتے ہیں جس سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کا آغاز کیا ہے:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ ہِجْرَتُه إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، اَوْ إِلٰى امْرَاَةٍ يَّنْكِحُهَا، فَہِجْرَتُه إِلٰى مَا ہَاجَرَ إِلَيْهِ"۔[12]

---

[10] Āl ʿImrān, 3:159.

[11] Ṭāhir al-Qādirī, Islam and Modern Science (Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 2012), 95.

"تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترکِ وطن) دولتِ دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو، پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے"۔

ڈاکٹر، طبیب، حکیم یا معالج کے ذہن میں یہ ہونا چاہیے کہ اسے خالق کل نے صحت حیات انسانی کے تحفظ کے لیے ایک ذریعہ یا واسطہ مقرر کیا ہے اور اپنی اس حیثیت کے لیے اس کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کا شکر گزار رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرنا چاہیے۔

6. بہترین تجاویز دینا:

طبیب کی حیثیت ایک مشیر کی ہوتی ہے۔لوگ اپنے جسمانی مسائل طبیب کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے سامنے رکھتے ہیں، تاکہ وہ ان کا حل بتا سکے، اس لیے طبیب کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کو بہتر مشورہ دے۔ اپنے فائدے کی خاطر مریض کو ایسا مشورہ دینا گناہ ہے جو اس کے لیے نقصان دہ ہو، مثلاً جراح (سرجن) بلاضرورت مریض کو آپریشن کرا لینے کا مشورہ نہ دے۔

"عن أمّ سلمة، قالت: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم:المُستشارُ مُؤتَمَن۔" [13]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے کسی معاملے میں مشورہ کیا جائے وہ اس میں امین ہے (اور اس کے سپرد امانت کی جاتی ہے)۔ "

طبیبوں کا باہمی تعلق ایسا ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کے علم و تجربے میں اضافہ ہو نہ کہ باہمی رقابت اور مسابقت زور پکڑ جائے۔ اگر طبیب کو علاج کے بارے میں کوئی مشکل ہو تو اس کا فرض ہے کہ دوسرے طبیبوں سے مشورہ کرے تاکہ مریض کو بہتر سے بہتر مشورہ دیا جا سکے اور وہ آسانی سے اپنا علاج کروا سکے۔

7. رحم دلی سے پیش آنا:

طبیب کے لیے رحم دل ہونا ضروری ہے۔ انسانوں کے دکھ درد کو محسوس کر کے ان کا علاج کرنا اس صفت کے بغیر ممکن نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الخ۔" [14]

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: رحم کرنے والوں اور ترس کھانے والوں پر بڑی رحمت والا رحم کرے گا، زمین پر رہنے بسنے والی اللہ کی مخلوق پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحمت کرے گا۔ "

---

[12] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Lahore: Maktabah Islāmiyyah, 2015), Kitāb Badʾ al-Waḥy, ḥadīth no. 1.

[13] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, Jāmiʿ al-Tirmidhī (Lahore: Islāmī Kutub Khānah, n.d.), Abwāb al-Adab, ḥadīth nos. 2822, 1924, 1930.

[14] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, al-Jāmiʿ, ḥadīth 1924.

رحم ایک عمدہ صفت ہے، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں رحمان ورحیم بھی ہیں۔ دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت رحم کرنے والے ہیں۔ اپنے بندوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتے ہیں جس میں رحم دلی ہو۔

8. مشکلات کا حل تلاش کرنا:

معالج کے منصب کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے لیے آسانیاں فراہم کرے۔ تکلیف میں مبتلا شخص اور اس کے احباب پر سے دشواریاں دور کرے اور انہیں مزید مشکلات میں نہ ڈالے۔ بے جا دوائیاں اور لیبارٹری ٹیسٹوں کی بھرمار کر کے مریضوں کو مالی مشکلات میں مبتلا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو پسند فرماتے ہیں جو لوگوں کے لیے آسانیوں کی جائز صورتیں مہیا کرتے ہیں۔ معالج کو امید کی کرن بننا چاہیے نہ کہ تاریکیوں میں دھکیلنے والا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔"[15]

"جو کسی آدمی کی دنیوی تکلیف کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں راحت سے نوازتے ہیں، جو تنگی میں مبتلا شخص کے لیے آسانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دنیا آخرت میں آسانی فرماتے ہیں۔"

طب میں خصوصی تعلیم کے فروغ کے ساتھ ساتھ یہ آسان ہو گیا ہے کہ مشکل امراض کے علاج کے لیے خصوصی ماہرین طب سے رجوع کیا جائے اور طبیب کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے طرز عمل سے بات چیت کے ذریعے سے مناسب موزوں الفاظ استعمال کر کے مریض کی ذہنی کیفیت میں اعتدال پیدا کرے۔

9. مریض کا اعتماد:

طب کا شعبہ ایک احساسِ تحفظ کا تقاضا کرتا ہے، جہاں مریض ڈاکٹر کو علامات سے آگاہ کرنے میں آزاد ہو۔ بسا اوقات مریض کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے جس کا اظہار اس کے لیے شرمناک ہوتا ہے، مثلاً وظیفہ زوجیت کی ادائیگی پر قدرت نہ ہونا، خواتین کے حیض سے متعلق مسائل وغیرہ۔ اس صورت حال میں طبیب کو مریض کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہیے اور بغیر اس کی اجازت کے معلومات آگے مشترک نہیں کرنی چاہئیں۔ مریض کے مرض اور جسمانی عیوب سے متعلق معلومات ڈاکٹر کے پاس ایک راز ہوتا ہے، جس کی حفاظت ضروری ہے۔ ایک جگہ آنحضرت ﷺ نے ایک مجلس میں کی جانے والی باتوں کو امانت قرار دیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

"قال رسول الله ﷺ:المجالسُ بالامانةِ إلا ثلاثةَ مجالس: سفکُ دم حرام، أو فرجُ حرام، او اقتطاعُ مالٍ بغیرِحق۔"[16]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجلسیں امانت داری کے ساتھ ہیں (یعنی ایک مجلس کی بات دوسری جگہ جا کر بیان نہیں کرنی چاہیے) سوائے تین مجلسوں کے، ایک جس میں ناحق خون بہایا جائے، دوسری جس میں بدکاری کی جائے اور تیسری جس میں ناحق کسی کا مال لوٹا جائے۔"

[15] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, al-Jāmiʿ, ḥadīth 1930.

[16] Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath, Sunan (Lahore: Dār al-Salām, n.d.), ḥadīth 4869.

ایک ڈاکٹر کی ذمہ داری اس سلسلہ میں اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ لوگ اس سلسلہ میں اس پر اعتماد کرتے ہیں اور کسی کے راز کو ظاہر کرنا، عیب واضح کرنا بھی ایک طرح سے غیبت ہی ہے کیونکہ غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی کا تذکرہ اس انداز سے کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔

10. عیوب چھپانا:

مسلمان کے عیوب چھپانے پر عظیم خوشخبری سنائی گئی ہے:

"عَنْ اَبِيْ ہُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ القِیَامَۃِ، وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ فِي الدُّنْیَا یَسَّرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِي الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِي الدُّنْیَا سَتَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِي الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وَاللّٰہُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِیْہِ۔" [17]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی آدمی کی دنیوی تکلیف کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں راحت سے نوازتے ہیں، جو تنگی میں مبتلا شخص کے لیے آسانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دنیا آخرت میں آسانی فرماتے ہیں۔ اور جو کسی مسلمان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد فرماتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔"

اخلاق انسانی کا یہ تقاضا ہے کہ طبیب کو جو کچھ بھی معلوم ہوا ہے اسے راز میں رکھے اور مریض کے اس قانونی حق کا احترام کرے کہ اس کی بات راز میں ہی رہے گی۔ اس اصول کی خلاف ورزی سے نہ صرف معزز پیشے طبابت کو نقصان پہنچے گا بلکہ بہت سے مریض افشائے راز کے خوف سے طبیب سے رجوع ہی نہ کریں اور علاج معالجے سے محروم رہ جائیں گے۔

11. ماہر اور شہرت ہونا:

نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ آدمی کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے، مثلاً وضو کرے تو اچھی طرح کرے، ایسے ہی نماز پڑھے تو اچھی طرح پڑھے۔ اسی طرح جو جائز کام اپنے ذمے لے، اسے اچھے طریقے سے پورا کرے۔ طبیب کے پاس اپنے شعبے اور جس مرض کا علاج کر رہا ہے اس کی مہارت ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا بطور خاص طبیب کے لیے مہارت اور علمِ طب میں اس کی شہرت ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ گرامی ہے:

مَن تطبَّب ولم یُعلم منہ طِبٌّ قبل ذٰلک فہو ضامنٌ۔ [18]

"جو شخص اپنے آپ کو طبیب ظاہر کر کے علاج کرے، حالاں کہ اس سے پہلے اس کا طبیب ہونا معلوم نہ ہو (یعنی وہ فنِ طب کی مہارت میں مشہور نہ ہو اور علاج کرے، پھر اس کے علاج سے مریض کا کوئی عضو تلف ہو جائے، یا اس کا انتقال ہو جائے) تو وہ (مریض کا) ضامن ہوگا۔"

---

[17] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, al-Jāmiʿ, ḥadīth 1930.

[18] Muḥammad ibn Mājah al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Lahore: Shabbīr Brothers, 2013), ḥadīth 3466.

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کرنے والے شخص کے پاس متعلقہ طبی معلومات ہونا ضروری ہیں۔ طبیبِ جاہل کے علاج کے نتیجے میں مریض کو لاحق ہونے والے ضرر کی ذمہ داری اسی طبیب پر عائد ہوگی، لہٰذا علاج کرنے والے شخص کا صحیح معلومات رکھنا اور ماہر ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں ہے تو اسے علاج کرنے سے رک جانا ضروری ہے۔

12. صداقت:

طبیب کے لیے سچ کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے۔ مرض کی درست تشخیص کرکے مریض اور اس کے متعلقین کو صحیح بات بتانا اور علاج کے دوران بھی جھوٹ سے بچنا ضروری ہے۔ مادی فوائد کے حصول کی خاطر جھوٹ بول کر مریض کو تشویش اور پریشانی میں ڈالنا یا بلاضرورت لیبارٹری ٹیسٹ تجویز کرنا کبیرہ گناہ ہے:

عن عبداللہؓ قال: قال رسولُ الله ﷺ: "إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيْقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ كَذَّابًا۔[19]

"بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کرلیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

طبیب کو ہمیشہ حق گو اور راست گفتار ہونا چاہیے۔ بول چال میں، تحریر میں، شہادت گواہی میں، صداقت نامے میں طبیب سے توقع یہی ہے کہ وہ سچائی اور صرف سچائی سے کام لے گا۔

13. امانت دار ہونا:

طبیب کے پاس مریض کا راز ایک امانت ہوتا ہے، اس کی حفاظت ضروری ہے۔ مرض کی تاریخ (ہسٹری) لیتے ہوئے یا معائنہ کرتے ہوئے جو بھی طبیب کے علم میں آئے، وہ ایک امانت ہے۔ تاہم مریض کا نام لیے بغیر آگے تعلیم یا تحقیقی مقاصد سے اسے بیان کرنا جائز ہے۔ ایسے ہی جو ذمہ داری طبی میدان میں کام کرنے والوں کو سونپی گئی اسے بھی ایک امانت سمجھ کر ادا کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی سے امانت داری کی اہمیت معلوم ہوتی ہے:

"عن أبي ہريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: "آيةُ المنافق ثلاث، إذا حدَّث كذَب، وإذا وعَدَ أخلفَ، وإذا اؤتُمِن خان۔" [20]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔"

جس کسی سے مشورہ لیا جائے تو وہ مشورہ اس کے پاس بطور امانت ہوتا ہے۔ اب اس امانت کو لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ بددیانتی کے زمرے میں انسان چلے جاتا ہے۔ اور طبیب کے لیے اس پر عمل کرنا اشد ضروری ہے۔

---

[19] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim (Lahore: Mushtāq Book Corner, 1955), ḥadīth 2602.

[20] Al-Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim, ḥadīth 211.

14. شخصیت:

ایک طبیب کی شخصیت اچھی ہونی چاہیے کیونکہ شخصیت فرد کے ذہنی، جسمانی، شخصی، برتاؤ، رویوں، اوصاف اور کردار کے مجموعہ کا نام ہے شخصیت انسان کے ظاہری و باطنی صفات، نظریات اخلاقی اقدار، افعال احساسات اور جذبات سے منسوب ہے۔

"قال ائتونی بام خالد، فاتی بی النبی ﷺ فالبسنیها بیده، و قال" ابلی واخلقی مرتین، فجعل ینظر الی علم الخمیصة ویشیر بیده الی، و یقول: یا ام خالد هذا سنا" والسنا بلسان الجشیة" الحسن"[21]

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام خالد کو بلاؤ، چنانچہ مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور مجھے وہ چادر نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی اور فرمایا دیر تک جیتی رہو، دو مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر آپ اس چادر کے نقش و نگار کو دیکھنے لگے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ام خالد! سنا، والسنا یہ حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی واہ کیا زیب دیتی ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

"يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" [22]

اے آدم کی اولاد تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنی زینت بناؤ۔

ظاہری حسن و جمال وقتی طور پر کسی کی توجہ تو مبذول کر سکتا ہے لیکن کردار کا دائمی حسن ہی انسان کو زندہ جاوید بناتا ہے۔ تعمیر کردار میں فکر و نظریات کا کلیدی رول ہوتا ہے۔ اس لیے اخلاق شخصیت کا عموماً دارومدار کسی کے ظاہر سے نہیں بلکہ اس کے باطن سے ہوتا ہے، جو اس کی حقیقی فطرت اور اس کی طرز زندگی اور سوچ پر محمول ہوتا ہے۔

15. نگاہیں نیچی رکھنا اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنا:

ایک طبیب کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھے اور شرم گاہ کی حفاظت کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ" [23]

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔"

اللہ تعالیٰ مردوں کے حالات، ان کے افعال اور ان کی نظریں گھمانے کے انداز سے خبردار ہے۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے۔ لہذا طبیب پر لازم ہے کہ وہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور غلط حرکت و سکون سے بچیں۔

16. طبیب کا دوا دینا اور شفاء من جانب اللہ کہنا:

طبیب کو اپنے آپ پر اور اپنے نسخہ پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ شفاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ طبیب ایک وسیلہ ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

"وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ"[24]

---

[21] Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, ḥadīth 5845.

[22] Al-Aʿrāf, 7:31.

[23] Al-Nūr, 24:30.

[24] Al-Shuʿarā', 26:80.

"اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے۔"

یہاں یہ نقطہ قابل توجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیماری کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف۔ جبکہ تفسیر مظہری میں کچھ اس طرح ذکر ہے کہ:

"ابلیس نے ایک تابوت بنایا اور اس میں دوائیں رکھ کر حضرت ایوبؑ کی بیوی کے راستہ پر بیٹھ کر لوگوں کا علاج کرنے لگے۔ آپ کی بیوی گزری تو کہا: میرا بھی ایک مریض ہے کیا تو اس کا علاج کرے گا؟ ابلیس نے کہا: ہاں ضرور علاج کروں گا قسم بخدا میں اور کچھ مال و متاع نہیں چاہتا علاج کا صرف یہ صلہ چاہتا ہوں کہ جب میں شفا دوں تو وہ کہے کہ تو نے مجھے شفا دی۔ بیوی نے حضرت ایوبؑ کے پاس یہ مکالمہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: وہ ابلیس ہے اس نے تجھے دھوکا دیا ہے۔"[25]

لہٰذا کسی بھی طبیب کو اپنے علم اور فن پر فخر نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ ہی مریض کے ٹھیک ہونے پر اپنی شہرت کرتا پھرے۔ بلکہ طبیب کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں مریض کو شفا دی ہے۔

کچھ حکمائے اسلام کے مطابق:

علم دو ہیں۔ علم الادیان اور علم الابدان۔ ابتدائے آفرینش سے انسان کو پہلے پہل ان دو علوم سے ہی واسطہ پڑا ہے۔ حضرت انسان کی تخلیق کے بعد علم الابدان کی قدم قدم پر ضرورت پیش آئی ہے۔ اس لیے بھی کہ سارے دینی و دنیاوی امور بقائے صحت پر ہی موقوف ہوتے ہیں۔ حضرت آدمؑ پہلے انسان اور طبیب تھے۔ جنہوں نے اس فن میں خلاق عالم سے تلمذ حاصل کیا تھا۔

i. حکیم لقمان علیہ السلام:

حکیم لقمان علیہ السلام کے بارے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

"وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ"[26]

"اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی۔ کہ خدا کا شکر کرو۔ اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے۔"

ii. حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

"فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ڐ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ"[27]

"تو طالوت کی فوج نے خدا کے حکم سے ان کو ہزیمت دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور خدا نے اس کو بادشاہی اور دانائی بخشی۔"

iii. حضرت سلیمان علیہ السلام:

پیر کرم شاہ ازہری ضیاء القرآن میں حضرت سلیمانؑ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"گھوڑوں کی بیماریوں کے بھی ماہر تھے۔ ٹانگیں ٹٹولتے ہوئے یہ بھی خیال رکھتے کہ کسی گھوڑے میں کوئی نقص تو نہیں۔"[28]

---

[25] Muḥammad Thanaʾullāh al-Pānīpatī, Tafsīr Maẓharī (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 2016), vol. 6, 293.

[26] Luqmān, 31:12.

[27] Al-Baqarah, 2:251.

.iv حضرت محمد ﷺ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"مرضت مرضا اتانی رسول الله ﷺ یعودنی فوضع یده بین ثذینی حتی و جدت بردها علی فوءادی، فقال:انک رجل مقؤد، ائت الحارث بن کلدة اخاثقیف فانه رجل یتطبب، فلیا خذ سبع ثمرات من عجوه المدینة، فلیجاهن بنوا هن، ثم لیلدک بهن۔" [29]

"میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے آئے۔ آپ ﷺ نے میری دونوں چھاتیوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تمہیں دل کی بیماری ہے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ۔ جو قبیلہ ثقیف کے ہیں وہ دوا علاج کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ مدینہ کی عجوہ کھجوروں میں سات کھجوریں لیں اور انہیں گٹھلیوں سمیت کوٹ ڈالیں پھر اس کا (لدود) بنا کر تمہیں منہ میں ڈالیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انا دارالحکمه وعلی بابها" [30]

"میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔"

محمد ادریس بخاری لکھتے ہیں کہ:

"اسلامی طب کی ابتداء حضرت ادریس علیہ السلام سے شروع ہوئی اور نبی اکرم ﷺ تک اس کی مبادیات کی تکمیل ہوتی ہے۔"[31]

تو ان حقائق سے پہ چلتا ہے کہ طب اسلامی کی ابتداء حضرت آدمؑ کے بعد حضرت ادریسؑ سے شروع ہو کر حضور اکرم ﷺ تک آتی ہے۔ پھر وہاں سے اسلامی طب مزید ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی ہم تک پہنچی ہے۔ مسلمانوں نے علم طب کو اسی طرح ترقی اور علاج بخشا ہے۔ جس طرح انہوں نے دیگر علوم کو بام عروج تک پہنچایا ہے۔ جوں جوں علم کی روشنی بڑھتی اور پھیلتی گئی تمام بڑے بڑے اسلامی مرکزوں میں طبی مدارس اور ہسپتال قائم ہوتے چلے گئے۔

نتائج:

.i طب کی ابتداء تخلیق انسانی کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔

.ii مریضوں کے ساتھ طبیب کا رویہ ہمدردی کا ہونا چاہیے۔

.iii مریضوں کے ساتھ طبیب کو حسن اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔

---

[28] Muḥammad Karam Shāh al-Azharī, Ḍiyāʾ al-Qurʾān (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 2021), vol. 4, footnote 36, 241.

[29] Abū Dāwūd, Sunan, ḥadīth 3875.

[30] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, al-Jāmiʿ, ḥadīth 3723.

[31] Ḥakīm Muḥammad Idrīs Bukhārī, Tārīkh al-Ṭibb maʿ Ṭibb Nabawī (Jhang: Punjab Ṭibbiyah College, n.d.), 18.

iv. مریضوں کو بہترین تجاویز مہیا کی جانی چاہیے۔

v. مریض کی بات پر غصہ کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

vi. مریضوں کے راز کا خیال رکھنا چاہیے۔

vii. طبیب کا اپنے فن میں ماہر ہونا ضروری ہے۔

viii. طبیب کا حاذق ہونا ضروری ہے۔

ix. طبیب کو اپنا علم بڑھانے کے لیے مطالعہ جاری رکھنا چاہیے۔

x. طبیب کو اپنی شخصیت میں نمایاں نظر آنا چاہیے۔

خلاصہ:

پیشہ طب اعلیٰ اور اشرف پیشوں میں سے ہے۔ انسانوں کے کام آنا ان کی پریشانی دور کرنا، ان کی حاجت روائی کرنا اور ان کے دکھ درد میں سہارا بننا، ایسی اعلیٰ انسانی قدریں ہیں۔ جنھیں ہر زمانے میں اور ہر مذہب میں احسن انداز سے دیکھا گیا ہے۔ اسلام نے ان قدروں کا نسبتاً زیادہ لحاظ کیا ہے۔ ایک طبیب سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پیشہ میں ان انسانی قدروں کو ملحوظ خاطر رکھے۔ اس شعبے کا وقار اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس سے وابستہ افراد اپنے اخلاق وعادات میں دوسرے لوگوں سے نمایاں ہوں۔ کیونکہ یہ پیشہ ایک جانب ایک اعلیٰ انسانی خدمت ہے تو دوسری جانب اسلامی نقطہ نظر سے بھی باعث اجر و ثواب کا کام ہے۔ اس لیے مسلم اطباء ایک طرف تو انسانوں کی جانب سے عزت و احترام کے مستحق ہوں گے تو دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اجر و ثواب سے بھی بہرہ ور ہوں گے۔ لہذا طبی عمل اور صحت کے شعبے میں اسلامی اخلاقیات کو ضرور مد نظر رکھنا چاہیے۔